Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr. Shahla Bano
Dept of Urdu

Course:-B.A part 2 Hons paper 3rd(2019-20)
Book-Parda-e-Ghaflat
Topic:- Drama Parda Ghaflat 4th continued

Scanned with CamScanner

دوسرا ایکٹ

پہلا سین

(ایک اونچی کرسی کا دالان، تخنوں کی چوکی پر سفید چاندنی بچھی ہے — اور صدر میں قالین اور گاؤ تکیہ ہے - میر الطاف حسین تکیہ لگائے بیٹھے ہیں - ایک چھوٹی سی تپائی پر حقّہ رکھا ہے - تخت کے ایک سرے پر احمد حسین، ایک تکیے دار مونڈھے پر شیخ کرامت علی اور دو کرسیوں پر محمد محسن اور منظور بیٹھے ہیں)

احمد حسین : دولھا میاں، سنا ہے کہ کلکٹر صاحب کی بدلی ہونے والی ہے۔

محسن : یہ خبر یہاں تک تو صحیح ہے کہ احکام صادر ہو گئے تھے بلکہ گزٹ بھی ہو گیا تھا - لیکن اس کے بعد کی کارروائی لوگوں کو معلوم نہیں، وہ حکم منسوخ ہو گیا اور صاحب بدستور یہاں رہیں گے -

احمد حسین : آخر یہ کیسے ؟ سنا کرتے تھے کہ گورمنٹی احکام نادری ہوتے ہیں - اور کسی کے ٹالے نہیں ٹلتے۔

محسن : معلوم نہیں، رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند۔

احمد حسین : دولھا میاں یہ سب اس سے کہیے جسے خبر نہ ہو، ہمیں خوب معلوم

ہے کہ آپ ہی کا کارنامہ ہے۔ کیوں نہ ہو آخر کس باپ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے والد نے اپنی تحصیل داری کے زمانے میں ایک جنٹ کو بدلوا دیا تھا، آپ نے کلکٹر کو روک لیا۔

شیخ جی: واہ ناظر صاحب واہ! رام مورتی کو سنا کرتے تھے کہ وہ موٹر روک لیتا ہے، آپ نے کلکٹر کو روک کے دکھا دیا۔

منظور: میاں محسن تم نے ضرور روکنے کی تدبیر کی ہوگی۔ لیکن مسٹر فریزر کا تبادلہ منسوخ ہونے کا اصل سبب یہ ہے کہ ان کی جگہ پر جو شخص آرہا تھا وہ دفعتاً بیمار ہو گیا اور چھٹی لے کر انگلستان جانے والا ہے۔

محسن: تم سے یہ کس نے کہا؟

منظور: محمد علی نے۔ ان سے خود مسٹر فریزر سے باتیں ہوئی تھیں۔

محسن: بس معلوم ہو گئی حقیقت۔ ایسا ہی تو محمد علی کا کلکٹر سے یارانہ ہے۔

منظور: یارانہ کاہے کو ہونے لگا، ان دونوں میں تو ہمیشہ سے ان بن ہے۔ محمد علی نے جب سے کاشتکاروں کی انجمن قائم کی ہے سارے حکام اُن کے جانی دشمن ہیں۔ فریزر کا منشا ان کو یہ خبر سنانے سے یہ تھا کہ تم میرے جانے سے بہت خوش تھے، اب سن لو کہ میں ٹلنے والا نہیں۔

محسن: کیسی بچپن کی باتیں کرتے ہو! حاکم ضلع دشمن ہوتا اور محمد علی ضلع میں رہنے پاتے۔ سب انجمن دنجمن رکھی رہتی اور صاحبزادے کو بوریا بدھنا سمیٹنا پڑتا۔

منظور: کیوں؟ حاکم ضلع کو اختیار ہے کہ جسے چاہے ضلع سے نکال دے؟

محسن: یوں اختیار نہیں تو کیا ہوا۔ وہ سو طرح سے باغیوں کو کچل سکتا

ہے۔

شیخ جی: اور کیا ہاتھی کا پاؤں نہ سہی موٹر کے پہیے سے بندھوا سکتا ہے۔

منظور: (غصّے کے لہجے میں محسن سے) تمھارے نزدیک تو کلکٹر، خدا ــــ

(محمد جواد کے داخل ہونے سے سب لوگ ادھر متوجّہ ہو جاتے ہیں اور سلسلۂ کلام منقطع ہو جاتا ہے)

احمد حسین: آئیے آئیے ہیڈ مدرس صاحب۔ کب سے آپ کا اِنتظار ہے۔

محمد جواد: (نہایت جُھک کر سلام کرتے ہیں) تسلیمات عرض ہے۔ ناظر جی کی خدمت میں آداب، (شیخ جی سے) بندگی، (احمد حسین سے) مجرا، (منظور سے) کورنش۔

(سب لوگ سلام کا جواب دیتے ہیں)

میر صاحب: جیتے رہو، کہو آج تمھارے مکتب میں تعطیل ہے نا۔

محمد جواد: اجی تعطیل کیسی قبلہ و کعبہ۔ ملازمان سرکاری اور خصوصاً عمّال سررشتۂ تعلیمات مغربی و شمالی کو تعطیل کہاں۔ پرسوں ڈپٹی صاحب بغرض معائنہ تشریف لائیں گے۔ صبح سے مصروف دوڑ دھوپ تھا۔ طالب علموں کو جمع کیا، مدرسے کے سامنے کی گھاس چھلوائی، درجوں کے اندر زمین کو لیپوایا، درجہ چار میں چوہوں کے بِل تھے انھیں بند کرایا، بہت سی کچھ پیں گانو والے مانگ لے گئے تھے، ان سے واپس منگائیں۔ غرض بے انتہا عرق ریزش کے بعد اب مدرسہ اس قابل ہوا ہے کہ خوشنودی حکامِ بالادست کی حاصل کرے۔ از خرداں خطا و از بزرگاں عطا۔

شیخ جی : بلکہ حکمِ حاکم مرگِ مفاجات۔
(میر صاحب مسکرانے لگتے ہیں اور محسن اور منظور بہ مشکل ہنسی کو روکتے ہیں)

احمد حسین : سُنا ہے ڈپٹی صاحب بہت سخت آدمی ہیں۔

محمد جواد : دیکھیے کیسے نکلتے ہیں۔ ناچیز کا تو ان سے پہلا سابقہ ہے۔ سب مدرّسوں کو تاکید کر دی ہے کہ ایک سبق سب شاگردوں کو اچھی طرح نوک برزباں کرا دیں۔ اب تک تو ڈپٹی صاحبان کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ ہیڈ مدرس کو حکم دیتے ہیں کہ سوال کرے اور ہم لوگ اسی سبق میں سے پوچھتے ہیں جو لڑکوں کے ذہن نشین پہلے سے ہوتا ہے۔

شیخ جی : کہیں پار سال کا واقعہ نہ ہو۔ جب انسپکٹر صاحب معائنے کو آئے تھے آپ نے لڑکے سے کہا کہ برٹش حکومت کی برکات بیان کرو۔ وہ لگا قحط کے اسباب بتانے۔

محمد جواد : نہیں وہ تو اتفاقیہ بات تھی۔ وہ لڑکا کئی دن غیر حاضر رہا تھا۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ کون سا سبق یاد کرایا گیا ہے۔ کسی دوسرے ہم سبق سے پوچھا، اس نے اناپ شناپ بتا دیا۔ جب میں نے پوچھا تو جو اسے یاد تھا سُنانے لگا مگر اس دن بھی خیریت ہو گئی انسپکٹر صاحب رائے بہادر سے باتیں کر رہے تھے انھوں نے سُنا نہیں ورنہ خُدا جانے کیا ہوتا۔

شیخ جی : ہوتا کیا، لڑکے کو، اس کے ماں باپ کو اور آپ کو قانون اور انصاف کے کولھو میں پیل ڈالتے۔

محمد جواد : شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا ..... میں نے صاحب کے

جانے کے بعد دو رکعت نماز شکرانے کی پڑھی۔

شیخ جی: اور سچ کہیے ان کے آنے سے پہلے نماز خوف پڑھی تھی کہ نہیں؟

محمد جواد: یہ تو نہیں مگر جوشن کبیر میر صاحب سے لکھوایا گیا تھا وہ
پڑھا جاتا تھا۔

شیخ جی: تو اب کی مرتبہ ڈپٹی صاحب کے لیے جوشن صغیر لکھوائے جائیں

میر صاحب: شیخ جی آپ دنیوی باتوں میں چاہے جتنا مذاق کیجیے امور دی
کا مضحکہ آپ کی بزرگی کے شایاں نہیں ہے۔

شیخ جی: میں ہیڈ مدرس صاحب سے ان کے مذاق کی باتیں کر رہا تھا آپ
کیوں دخل دیتے ہیں۔ آپ اعتراض کریں گے تو مجھے معقول جواب
دینا پڑے گا اور اس سے میں حتی الامکان پرہیز کرتا ہوں۔

میر صاحب: آپ کو اس کا تو خیال کرنا چاہیے کہ جب آپ ایسی باتیں کریں گے
تو نوجوانوں پر کیا اثر پڑے گا۔

شیخ جی: انھیں نوجوانوں کی فکر تو میرے لیے کاہش جان ہو رہی ہے۔ یہ
غریب بچپن سے مغربی عقلیت کے سائے میں پلے ہیں اور عقیدت و
معرفت کی روشنی کو جو قلب کے ناپیدا کنار صحرا میں بہت دور چمکتی
ہے علم کی نزدیک بیں عینک سے دیکھنا چاہتے ہیں اور جب کچھ نظر
نہیں آتا تو کہتے ہیں یہاں تاریکی کے سوا کچھ نہیں۔ مذہب کو جس سے
ان کم نگاہوں کو نظر ملنے کی امید ہو سکتی تھی، آپ لوگوں نے چھو منتر
بنا رکھا ہے، پھر اگر یہ لوگ اس سے دور رہیں تو کون سے تعجب کی
بات ہے۔

میر صاحب: مگر شیخ جی جوشنین کی فضیلت میں روایات صحیحہ موجود ہیں۔